خطبۂ صدارت

کل ہند دینی تعلیمی کنونشن منعقدہ لکھنؤ

۲/۳ر دسمبر ۱۹۹۲ء

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

صدر دینی تعلیمی کونسل اُتر پردیش

دفتر دینی تعلیمی کونسل اُتر پردیش لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

سال اشاعت

جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ — دسمبر ۱۹۹۲ء

کتابت ــــــــــــ ظہیر احمد کاکوروی

طباعت ــــــــــــ لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

انچارج مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام

طابع و ناشر

دفتر دینی تعلیمی کونسل اترپردیش

۹۹ گوئن روڈ۔ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱

فون نمبر ۲۶۷۶۴۵

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرات!

ہمارا آپ کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور تعلیم کے لئے اور اپنی ذات کی معرفت عطا کرنے اور اس کا صحیح تعارف کرانے کے لئے (جو عقل وقیاس سے ماوراء ہے اور جس کی کوئی مثال اور نظیر اس دنیا میں موجود نہیں ہے) انبیاء علیہم السلام کے گروہ کو منتخب فرمایا، اپنے کلام اور پیغام کے ذریعہ پہلے ان کو پھر ان کے ذریعہ اپنی مخلوق کو اپنی ذات و صفات کا صحیح اور مستند علم عطا فرمایا اور اپنے منشاء اور احکام، اور زندگی گزارنے کے پسندیدہ طریقہ سے آشنا کیا، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ	اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم کو
عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ	غیب پر مطلع کردے غیب کی باتیں

www.abulhasanalinadwi.org

يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. (سورۂ آل عمران ۱۷۹)

بتانے کے لئے تو وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کرلیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اس کی بندگی کے صحیح قاعدے اور زندگی گزارنے کے پسندیدہ طریقہ کو معلوم کرنے کا ان پیغمبروں کی اطلاعات اور تعلیمات کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں، یہ عقل وذہانت، قیاس آرائی، طبع آزمائی، خواہشات اور قومی رسم ورواج کا میدان نہیں، اس کے لئے اس کے سوا کوئی طریقہ نہیں کہ اس دنیا کو پیدا کرنے والا خود اس کی خبر دے، اور وہ اس کی خبر پیغمبروں ہی کے ذریعہ دیتا ہے، اس لئے اس علم وہدایت کا ذریعہ صرف انبیاء علیہم السلام ہی ہیں، قیامت تک کے انسانوں کی ہدایت، طریقۂ زندگی کی صحت، اعمال کی قبولیت اور کامیاب انفرادی واجتماعی زندگی گزارنے کی صلاحیت اسی گروہِ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے ساتھ وابستہ کردی گئی ہے، انھیں کے تعلیم کئے ہوئے عقائد، انھیں کے دیئے ہوئے حقائق، انھیں کا طریقۂ زندگی، انھیں کی تعلیم کی ہوئی معاشرت اور اخلاق واصول، افراد کی نجات ومقبولیت اور معاشروں (SOCIETIES) اور ملکوں ومعاشروں کی سلامتی اور امن وامان کے ضامن ہیں۔

اس زمانہ کا چیلنج یہ ہے کہ اسلام کو اس کی جداگانہ تہذیب، اس کی مخصوص معاشرت، اس کے عائلی قانون، اس کے وسائلِ معرفت،

www.abulhasanalinadwi.org

اس ملک میں اس کے ماننے والوں کی نسلی زبان و ادب اور رسم الخط اور اس کے پورے دینی و تہذیبی ورثہ سے الگ کردیا جائے، اور اسلام چند عبادات اور چند رسوم و تقریبات کا (جو بعض مذاہب کا کُل سرمایہ اور بعض قوموں کا واحد مذہبی نشان ہے) اسلام انھیں مذہبی و معاشرتی رسوم کا مجموعہ بن کر رہ جائے، مسلمانوں سے کبھی اشارہ اور کنایہ سے، اور کبھی صاف صاف کہا جاتا ہے کہ مسلمان اپنی رضا و رغبت سے اپنی جُداگانہ تہذیب اور ہر اس چیز سے بےتعلقی اختیار کرلیں جو ان میں الگ ملّت اور ایک مستقل تہذیب کا وارث ہونے کا احساس پیدا کرتی ہے، وہ خود ہی اعلان کردیں کہ ہم کسی جُداگانہ تہذیب کے حامل نہیں، وہ خود اپنے عائلی قانون (PERSONAL LAW) میں اصلاح و ترمیم کا مطالبہ کریں، یا پیش کیا جائے تو اس کو قبول کرلیں، وہ اپنے تمام تعلیمی مرکزوں کو جو انھوں نے اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق قائم کئے تھے، حکومت کی تحویل و انتظام میں دے دیں، اور اُن کے نظم و نسق سے خود دست بردار ہوجائیں تاکہ ان سے ایک ہی طرح کے نمونے (MODELS) تیار کئے جائیں، اصل خطرہ نسل کُشی کا نہیں معنوی ارتداد اور ذہنی و تہذیبی نسل کُشی کا ہے، اس خطرہ کو دیکھنے اور اس کو محسوس کرنے کے لئے کسی بڑی فراست اور دُوربینی کی ضرورت نہیں، یہ تو دیوار کا نوشتہ ہے جس کو ہر ایک پڑھ سکتا ہے اور اب تو بعض برسرِاقتدار پارٹیوں اور علاقائی حکومتوں نے

www.abulhasanalinadwi.org

نصابِ تعلیم کی تبدیلی، ہندی زبان کو لازمی قرار دینے اور اس کی جبریہ تعلیم اور ایک نئی تاریخ ترتیب دینے کے اعلان کے ذریعہ اس کا ایک فیصلہ اور پالیسی کے طور پر اعلان بھی کر دیا ہے۔

یہ "سلطانیٔ جمہور" کا زمانہ ہے، ہمارے اوپر پارلیمنٹ اور ریاستوں میں اسمبلیوں کی حکومت ہے، اور ان کو آئین سازی کا پورا اختیار ہے، پھر حکومت کا دائرہ پہلے کی طرح دفاع، امن قائم کرنے اور ٹیکس وصول کرنے تک محدود نہیں، وہ زندگی کے تمام شعبوں اور تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع پر حاوی ہے، آپ کو معلوم ہے کہ پرانی حکومتیں پرائیویٹ معاملات میں دخل نہیں دیتی تھیں، ذاتی ملکیتوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا، آزاد درسگاہوں سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا، پرسنل لا سے ان کا کوئی علاقہ نہیں تھا، تعلیم میں کسی خاص عقیدہ، کسی خاص فکر و مقصد پر ان کو اصرار نہ تھا، لیکن اب یہ صورتِ حال نہیں۔

ایک ایسے ملک کی جمہوری حکومت کے لئے جس کے باشندے اور اس کی آبادی کے مختلف عناصر نسلوں اور صدیوں سے مختلف مذاہب کے ماننے والے اور مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں (CULTURES) اور طرزِ معاشرت کے نہ صرف عادی بلکہ ان پر عقیدہ رکھتے ہوں، اور وہ ان کو جان و دل سے عزیز رکھتے ہوں، نیز وہ حکومت دانشمندانہ اور تجربہ کارانہ نقطۂ نظر سے نا مذہبیت (SECULARISM) اور عدمِ تشدد (NON—VIOLENCE) کے

www.abulhasanalinadwi.org

اصول کو تسلیم کرچکی ہو اور اسی کو ملک کے لئے اتحاد و باہمی اعتماد، امن و سکون اور ترقی و خوشحالی کے امکانات کے لئے ضروری سمجھتی ہو، اور انھیں تینوں اصولوں (جمہوریت، نامذہبیت اور عدمِ تشدّد) کو ملک کی آزادی کے لئے جدّوجہد کرنے والوں اور اس میں کامیاب ہونے والے دانشمند رہنماؤں نے اپنے وسیع مطالعہ، عمیق فکر و نظر اور حقیقت پسندی اور حُبُّ الوطنی کی بنیاد پر اس ملک کے لئے ضروری سمجھا ہو، اور اس کو بنیادی اصول کا درجہ دیا ہو، جس کی صداقت اقوام و ملل کی وسیع تاریخ اور عملی تجربہ سے ثابت ہوچکی ہو اور اس کا کوئی متبادل طریقۂ کار نہ ہو یہ ضروری ہے کہ ملک کے آئین، عدالتوں کے فیصلے اور نظم و نسق (ADMINISTRATION) کی مساوات اور غیر جانب دارانہ طرزِ عمل کے ساتھ اس ملک کی تعلیم گاہوں پرائمری اور سکنڈری (PRIMARY AND SECONDARY) ایجوکیشن سے لے کر کالجوں اور یونیورسٹیوں تک مروّجہ نصابِ تعلیم کسی ایک فرقہ کے (خواہ وہ کھلی اکثریت میں ہو) عقائد، روایات، تہذیب و تمدّن اور رسم و رواج کا ترجمان و وکیل اور انھیں کا آئینہ دار نہ ہو، اور نہ وہ ملک کی تاریخ کو اس طرح پیش کرے کہ کسی فرقہ اور مذہب کے ماننے والوں سے پڑھنے والوں میں نفرت اور کم سے کم ان کی حقارت دل و دماغ میں پیوست ہو، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اکثریت کے مابعد الطبیعاتی (METAPHYSICAL) خیالات و روایات بلکہ عقائد، دیومالا (MYTHOLOGY) کی تلقین اور تبلیغ ہوتی ہو، اس طرزِ تعلیم سے ملک کی آبادی کے مختلف

www.abulhasanalinadwi.org

عناصر میں جن کو اپنا مذہب عزیز ہے یا تو شدید منافرت پیدا ہوگی، یا بعض فرقوں میں احساسِ کمتری (INFERIORITY COMPLEX) پیدا ہوگا، جو ملک کی ترقی وخوشحالی اور جوش وخروش سے کام کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں مزاحم ہوگا، اور اس کا بھی اندیشہ (اور اندیشہ ہی نہیں اس کا تجربہ بھی ہوچکا) ہے کہ اقلیتی فرقہ اور ملک کے ایک بڑے باصلاحیت اور مفید طبقہ میں اس کا شدید ردِّ عمل (REACTION) پیدا ہو، اور وہ ملک کی ترقی اور اس کی شہرت اور ناموری میں مزاحم ہو، اور بات یہاں تک پہنچے کہ جن کو اپنا مذہب، اپنی تہذیب بلکہ اپنی تاریخ بھی عزیز ہے وہ اس نظامِ تعلیم، اس کے مرکزوں کے مقاطعہ پر مجبور ہوں، اور اپنی نئی نسل کی تعلیم کا متبادل انتظام کریں، اور اس میں ان کی توانائیاں اور وسائلِ معیشت اور اس سے بڑھ کر ان کی توجہ اور قوتِ عمل کا بڑا حصہ اس پر صرف ہو۔

اس کے ساتھ اس کا بھی خطرہ ہے کہ جمہوری ملک ہونے کی وجہ سے آبادی کا کوئی ایسا عنصر اقتدار میں آجائے جس کے مذہبی عقائد اور تہذیب ومعاشرت سابق صاحبِ اقتدار جماعت سے اختلاف رکھتے ہوں تو وہ اس پورے نصاب کو تبدیل کرنے کا ارادہ کرلے اور اس میں ملک وقوم کی توجہ اور توانائی کا بہت بڑا حصہ (جو دوسرے میدانوں میں صرف ہونا چاہئے تھا) اس پر صرف ہو، اور اس طرح ملک کا نصابِ تعلیم عہد بہ عہد تبدیلیوں اور تجربوں کا نشانہ اور اختلاف کا

www.abulhasanalinadwi.org

ایک بڑا میدان بن جائے، بلکہ اس کا اندیشہ ہے کہ وہ "بازیچۂ اطفال" اور تنگ نظری اور جارحانہ ذہنیت کا آلۂ کار نہ ہو جائے۔

افسوس ہے کہ ملک کے آزاد ہونے کے بعد ہی اس ملک کے اقلیتی فرقوں، بالخصوص مسلمانوں کو (جو اس ملک ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے مذہبی، ثقافتی، تہذیبی، تاریخی اور سیاسی نقشہ میں کم سے کم دوسری سب سے بڑی حیثیت کے مالک ہیں) اس افسوس ناک صورتِ حال کا ۱۹۴۷ء کے بعد ہی تجربہ ہوا، اس وقت اس خطرہ سے بچنے کے لئے ایک ممتاز دانشمند و دردمند قائد و مفکر قاضی محمد عدیل عباسی صاحب مرحوم کی دعوت و تحریک پر ۱۹۵۹ء میں دینی تعلیمی کونسل کا قیام عمل میں آیا اور اس کی پہلی صوبائی دینی کانفرنس ۳۰، ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۹ء، یکم جنوری ۱۹۶۰ء میں بستی میں منعقد ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس تنظیم کے ایک بڑے مخلص اور لائق کارکن ظفر احمد صاحب صدیقی وکیل مرحوم نے اس وقت کے مروّجہ نصاب کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا اور اس کے ان حصّوں کو پیش کیا جو مسلمانوں کے عقائد و مسلّمات اور ان کے دین و مذہب سے نہ صرف کھلا تضاد رکھتے تھے، اور جن کے قبول کر لینے کے بعد (ایسی حالت میں کہ کتاب ایک بڑی سند کا درجہ رکھتی ہے، اور جب کسی چیز کو حق بجانب ثابت کرنا ہوتا ہے تو اتنا کہدینا کافی ہوتا ہے کہ "یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے") طالب علم مسلمان نہیں رہ سکتا تھا یا کم سے کم وہ سخت ذہنی کشمکش اور اپنے فرقہ اور خاندان

www.abulhasanalinadwi.org

سے کٹ جانے پر مجبور ہوتا تھا، یہ وہ اقتباسات تھے جن کو پڑھ کر ہر انصاف پسند آدمی یہی فیصلہ کرے گا[1]، اور جو ریاضی کے نتائج کی طرح ظنّ و قیاس اور اختلاف رائے سے دُور اور بےگانہ ہے اور جس کو سُن کر اس بارہ میں دو رائیں نہیں ہوسکتیں کہ ان چیزوں کے مان لینے کے بعد طالب علم کا مسلمان رہنا بھی مشکوک ہوجاتا ہے، اور اگر وہ نہیں مانتا اور اختلاف کرتا ہے تو اس نصابِ تعلیم پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے، اور وہ اپنے مقاصد میں ناکام ثابت ہوتا ہے جو کسی تعلیمی نصاب اور منصوبہ کے لئے کوئی خوش آئند اور قابلِ مبارکباد نہیں بلکہ اس کی ناکامی کی دلیل ہے۔

پورے نصابِ تعلیم کی تبدیلی اور ایک نئی تاریخ کی وضع و تدوین تو بڑے وسیع اور انقلاب انگیز منصوبے ہیں، رسم الخط (SCRIPT) کی تبدیلی ہی قدیم تہذیبی، علمی اور مذہبی سرمایہ سے رشتہ ختم کردینے اور ان سے بیگانہ بنادینے کے لئے کافی ہے، آرنلڈ ٹوآئن بی (ARNOLD TOYIN BEE) جو اس زمانہ کا بڑا فلسفی، مؤرخ (PHILOSOPHER HISTORIAN) ہے، نے لکھا ہے کہ اب کسی کتب خانہ کو آگ لگانے کی ضرورت نہیں رسم الخط (SCRIPT) بدل دینا کافی ہے،

---

[1] افسوس ہے کہ یہ صورتِ حال برابر قائم ہے اور اب اس وقت کے مروجہ نصابِ تعلیم پر دوبارہ نظر ڈالنے کا کام ہماری کونسل کے لائق کارکن حبیب اللہ اعظمی صاحب نے انجام دیا، جو اس اجلاس میں محترم حاضرینِ مجلس اور سامعین کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس سے اس قوم کا رشتہ اپنے ماضی سے بالکل ٹوٹ جائے گا، اور اس کی پوری تہذیب اس کے لئے بے معنی ہوکر رہ جائے گی، پھر جس طرف چاہو اس کو لے جاؤ، جو چیز کسی ملت کو اس کے ماضی سے، اس کے مذہب سے، اس کی تہذیب سے، اس کے کلچر سے ملاتی ہے وہ رسم الخط ہے، رسم الخط بدلا نسل بدل گئی، آج ہندوستان میں یہی ہو رہا ہے، فرقہ وارانہ فسادات محض ملک کو بدنام کرتے ہیں، فائدہ ان کا کچھ نہیں ہے، تعلیم کا نظام بدلنا کافی ہے، آج سے ۶۰-۷۰ برس پہلے اکبر مرحوم نے کہا تھا ؎

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

اور اس سے زیادہ لطیف انداز میں انھوں نے اس حقیقت کو اپنے مشہور شعر میں بیان کیا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ان کے ذہن میں کالج کا وہ تصوّر رہا ہوگا جس میں صرف قبطی زبان پڑھائی جاتی ہو اور ایسی تاریخ جس میں فراعنہ کی اُلوہیت، ان کے غیر محدود وغیر مشروط اختیارات کا اور مصر کی دوسری نسلوں اور قوموں (بنی اسرائیل اور بیرونِ مصر سے آئی ہوئی قوموں) کی تحقیر آمیز تصویر اور نفرت انگیز تاریخ پیش کی گئی ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرات! آج ہندوستان کے مسلمانوں کے حال و مستقبل کا اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ نسل کو کیسے بچایا جائے، کیسے مسلمان رکھا جائے؟ اس ملک کے باشندے کی حیثیت سے ہمیں یہاں آزادی وعزّت کے ساتھ رہنے کا پورا حق حاصل ہے یہ اس ملک کی جمہوریت اور دستور و آئین کا بھی فیصلہ ہے، لیکن یہ مطلب اس کا ہرگز نہیں ہے کہ اپنی خصوصیات، اپنے عقائد و شعائر، اپنی زبان، تہذیب، اور اپنی ان چیزوں کو چھوڑ کر جو ہم کو جان سے زیادہ عزیز ہیں اس ملک میں رہیں کہ اس طرح رہنے سے یہ وطن وطن نہیں رہ جاتا بلکہ ایک جیل خانہ اور قفس بن جاتا ہے، جس میں گویا پوری قوم کو زندگی کی عزّتوں اور لذّتوں سے محروم رکھ کر سزا دی جاتی ہے، ہمارا خمیر ضرور اس ملک کی خاک سے تیار ہوا ہے اور یہ خاک ہم کو بہت عزیز ہے، لیکن ہمارا ضمیر، اسلامی تعلیمات، اُسوۂ رسول، کتاب و سنّت اور اسلام کی اس معیاری، قابلِ فخر اور بے نظیر تاریخ کا ساختہ پرداختہ ہے جو پوری انسانیت کا قابلِ فخر سرمایہ اور لائقِ تقلید نمونہ ہے، ہماری تہذیب ابراہیمی محمّدی ہے، جس کی بنیاد توحیدِ خالص، خوفِ خدا، عقیدۂ آخرت، انسانیت کے احترام اور خاندان و نام و نسب، نسل و وطن کے اختلافات سے آزاد ہوکر نسلِ انسانی کی مساوات پر ہے، مسلمان جس ملک میں بھی رہے گا، اس کی وطنیت خواہ کچھ ہو، اس کی تہذیب ابراہیمی محمّدی ہوگی، ہم یہاں

www.abulhasanalinadwi.org

زندہ اور باعزت انسانوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں، ہم اس ملک میں آزاد ہیں، اس کی تعمیر و ترقی میں شریک اور اس کی دستور سازی میں دخیل ہیں، اس لئے اس کا کوئی سوال نہیں کہ ہم دوسرے درجہ کے شہریوں کی طرح زندگی بسر کریں، اپنے ملک میں آزادی کے ساتھ زندگی گزارنا ہر شخص کا فطری، انسانی، اخلاقی اور قانونی حق ہے، اور اس حق کو جب بھی چھیننے کی کوشش کی گئی اس کے ہمیشہ سنگین نتائج نکلے۔

جہاں تک مسلمان کا تعلق ہے اس کے لئے دینی تعلیم اور دین کی واقفیت کی وہی حیثیت ہے جو ایک انسان کے لئے ہوا پانی کی ہے، ایک مسلمان کو مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لئے، مسلمان کہلانے کے لئے اور پھر آخرت میں خدا اور اس کے رسولؐ کو منہ دکھانے اور نجات حاصل کرنے کے لئے بنیادی دینی عقائد کے جاننے کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے کہ ایک انسان کو زندہ رہنے کے لئے ہوا پانی کی، اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں، یہی وہ نسبت ہے جس کا حضرت یعقوب علیہ السلام دنیا سے کوچ کرتے وقت (حالتِ استحضار میں) اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے اپنے سب فرزندوں، پوتوں، نواسوں کو جمع کرکے (اور وہ ماشاء اللہ کثیر الاولاد تھے) دریافت فرمایا کہ "مَا تَعْبُدُونَ مِنۢ بَعْدِی"[1] (میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟) یہ بات

---

[1] سورۃ البقرۃ – ۱۳۳

انھوں نے کس سے کہی تھی؟ اُن سے کہی تھی جو نبی زادے تھے، نبی کے پوتے تھے، نبی کے پَرپوتے تھے، گویا انھوں نے زبانِ حال سے کہا کہ میری میٹھی قبر کی زمین سے نہ لگے گی جب تک دنیا سے یہ اطمینان لے کر نہ جاؤں کہ تم خدائے واحد ہی کی پرستش کرتے رہو گے۔!!

آج اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ اس نسل کو کیسے بچایا جائے، سرکاری تعلیم کی اصلاح کی کوشش کے ساتھ دینی تعلیم کا کوئی متوازی نظام بھی چلانا چاہیئے، اسی بنیاد پر دینی تعلیمی کونسل قائم ہوئی اور اس کی دعوت وجدّجہد سے ہزاروں مکاتب و مدارس قائم ہوئے، ملک کی موجودہ سیاسی تبدیلیوں، اور انتخابی نتائج اور مذہبی عصبیت پیدا کرنے کے بعض مواقع کے بہم ہو جانے یا پیدا کرلینے کی وجہ سے اس دینی، ذہنی اور تہذیبی نسل کُشی کا خطرہ کئی گنا بڑھ گیا ہے، اس وقت کا اہم ترین کام نظامِ تعلیم کی اصلاح کے مطالبہ اور اس کے لئے جدّوجہد کے ساتھ آزاد دینی مکاتب و مدارس کے قیام اور مساجد اور گھروں میں ضروری دینی تعلیم اور مبادیِ دین کی تلقین، اردو پڑھنے لکھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے مراکز اور مواقع پیدا کرنے کی جدّوجہد ہے اور اس کام کو مقبول ترین عبادت، رضائے الٰہی کا ذریعہ اور اس ملک میں حفاظتِ دین کا واحد طریقہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

آزاد مکاتب و مدارس، صباحی و شبینہ حلقہائے تعلیم اور گھر کی

www.abulhasanalinadwi.org

دینی تعلیمی تربیت، اسلامی اصول اور اخلاق کی پابندی، راست گوئی و راست روی، اور سیرت وتعلیماتِ نبوی سے واقفیت کے عمومی و مؤثر انتظامات سے صرف ملّت ہی کو فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ یہ پورے ملک اور جمہوریۂ ہند کے مفاد میں بھی ہے، جو تیزی سے اخلاقی زوال، خود پرستی، دولت پرستی اور عمومی بدنظمی اور کرپشن کی طرف جارہا ہے، اس اسلامی تعلیم وتربیت کے اثر سے خاصی تعداد میں وہ طبقہ پیدا ہوگا جو اس حدتک دولت کا پجاری نہیں ہوگا جس حدتک یہ وبا ملک میں پھیل گئی ہے، اس کو کسی نہ کسی درجہ میں خدا کا خوف اور خدا کے سامنے جواب دہ ہونے کا عقیدہ اس انتہاتک پہنچنے سے باز رکھے گا جس انتہاتک خالص مادّی تعلیم نے پہنچادیا ہے، نبیِ رحمتؐ کی اُمّت کو اپنے ملک، ماحول اور سماج کے لئے اُمّتِ رحمت اور اس کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کے لئے ایک فرض شناس، رحم دل، اور ماہر ملّاح (کشتی بان) کا کردار (PART) ادا کرنا ہے، جس کی موجودگی میں اس ملک کو تباہ ہونا اور اس کشتی کو ڈوبنا نہیں چاہیئے، اس لئے یہ کام تنہا مسلم فرقہ کے مفاد میں نہیں، ملک کے مفاد میں ہے اوراس کو انجام پانا چاہیئے۔

حضرات! آپ اس تعلیمی مسئلہ کو اپنے ایمان ویقین، اپنے عزم وفیصلہ، جوشِ عمل و ولولۂ کار سے حل کرنے کی کوشش کریں، اگر

www.abulhasanalinadwi.org

آپ نے یہ شرطیں پوری کردیں تو یہ مشکل آسان اور یہ عُقدہ حل شُدہ ہے، اقبالؔ نے سچ کہا ہے ؎

نشاں یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروّت ہے زندگی ان کی معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں

www.abulhasanalinadwi.org